OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

اسلام کے ابتدائی عہد میں خواتین کی معاشی شرکت: سیرتِ نبوی ﷺ اور عہدِ صحابہؓ کی روشنی میں ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Women's Economic Participation in Early Islam: An Analytical Study in the Light of the Prophetic Practice (ﷺ) and the Era of the *Sahabah (RA)*

Dr. Khair Muhammad Asif Memon
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Government College University Hyderabad
km.asif@gcuh.edu.pk
Dr. Jahanzeb Rana
Assistant Professor, Government College University Hyderabad

Abstract

The economic involvement of women in early Islam is discussed in this research paper by referring to the practical examples of the life of Rasulullah ﷺ and the supportive role of the Sahaba (RA). It also emphasises the fact that Islam gave women the right to own property, conduct businesses and trade in a dignified and Shariah compliant way. The paper examines the important individuals like Sayyidah Khadijah (RA) who was a successful businesswoman and other Sahabiyat (RA) who were involved in trade, education, agriculture, and healthcare. Particular attention has been given to the way the Prophet ﷺ motivated them to contribute and at the same time remained modest, family-responsible and morally modest. The contribution of Sahaba (RA), including Abu Bakr (RA), Umar (RA), and Abdur Rahman bin Auf (RA), to the economic activity of

CC BY

women is also discussed. Through the comparison of these practices with the current Muslim communities, this paper will demonstrate how the prophetic guidance is a balanced system that allows women to work, earn, and play a role in society without jeopardizing Islamic values. This paper concludes that women economic empowerment in the Muslim faith is not a new phenomenon but a tradition of prophetical backing of the Sahaba (RA).

Keywords: Women in Islam, Economic Rights, Sahabiyat (RA), Trade and Business, Prophetic Model, Islamic Economics, Female Empowerment, Shariah-based Participation, Early Islamic Society

تعارف

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی زندگی کے ہر پہلو — عقیدہ، عبادت، اخلاق، معاشرت اور معیشت — کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ دین نہ صرف مردوں کے لیے ہدایت ہے بلکہ خواتین کے لیے بھی عدل، مساوات اور عزت کے اصول طے کرتا ہے۔ اسلام سے قبل عرب جاہلی معاشرہ عورت کے ساتھ ظلم و ناانصافی کا مظہر تھا؛ عورت کو نہ وراثت کا حق حاصل تھا، نہ رائے دینے کا، اور نہ ہی وہ اپنی محنت کی مالک سمجھی جاتی تھی۔ اس کے برعکس، اسلام نے عورت کو ایک باوقار، خودمختار، اور محنتی انسان کی حیثیت سے تسلیم کیا، جسے کام کرنے، ملکیت رکھنے، تجارت کرنے اور اپنی کمائی پر حق حاصل ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ [1]

یعنی "مردوں کے لیے ان کے اعمال میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور عورتوں کے لیے ان کے اعمال میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔"

یہ آیت اس امر کی صریح دلیل ہے کہ اسلام عورت کے معاشی کردار کو تسلیم کرتا ہے۔ اسلام نے عورت کو محض گھر کی چار دیواری تک محدود نہیں کیا بلکہ اسے معاشرتی ترقی اور اقتصادی استحکام میں کردار ادا کرنے کی اجازت دی — البتہ شرعی حدود، پردے، اور اخلاقی آداب کے ساتھ۔

اسلامی تاریخ کا آغاز ہی اس حقیقت کا مظہر ہے کہ خواتین نے دین کی تعلیمات کے دائرے میں رہتے ہوئے نہ صرف گھریلو ذمہ داریوں کو نبھایا بلکہ تجارت، زراعت، دستکاری، طب، تعلیم، اور خدمتِ دین کے میدانوں میں بھی قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ اسلام نے عورت کی محنت کو اس کی عزت و وقار کے ساتھ منسلک کر دیا۔

سب سے پہلی مثال خود حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کی ہے — جنہیں تاریخِ اسلام کی پہلی تاجرہ کہا جا سکتا ہے۔ ان کی تجارت نہ صرف مکہ مکرمہ بلکہ شام اور یمن تک پھیلی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے خود ان کے ساتھ بطور شریکِ کار تجارت کی، جس

سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے خواتین کے معاشی کردار کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ان کی دیانت، فراست، اور قابلیت کی تحسین بھی فرمائی۔ رسولِ اکرم ﷺ نے عورت کے مقام و مرتبہ کو بلند کیا اور فرمایا:

"الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ "[2] "

ترجمہ: دنیا ایک فائدے کی چیز ہے اور دنیا کی سب سے بہترین چیز نیک عورت ہے۔

یہ نیکی محض عبادت تک محدود نہیں بلکہ اس میں محنت، دیانت، اور کردار کا حسن بھی شامل ہے۔

اوائلِ اسلام میں خواتین نے اپنی معاشی سرگرمیوں کے ذریعے اسلام کے معاشرتی توازن کو مستحکم کیا۔ ان کی سرگرمیوں میں تجارت، دستکاری، گھریلو صنعت، کھجوروں کی تیاری، کپڑا بننا، اور گھریلو اشیاء کی خرید و فروخت شامل تھیں۔ یہ سب کام خواتین نے شریعت کی حدود میں رہ کر کیے۔ اسی طرح جنگی ادوار میں بھی خواتین نے محاذِ خدمت میں شرکت کی —زخمیوں کی مرہم پٹی، دواؤں کی تیاری، اور سپاہیوں کو پانی پلانے جیسے کام کر کے اسلامی ریاست کے معاشی و انسانی ڈھانچے کو مضبوط کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورت کا کام کرنا شرعی طور پر ممنوع نہیں تھا بلکہ جائز تھا، بشرطِ یہ کہ وہ عصمت و عفت کی حفاظت کرے اور اختلاط سے بچے۔ اسلام نے عورت کو مالی خود مختاری بھی عطا کی۔ اسے مہر، وراثت، نفقہ، اور ذاتی ملکیت کے حقوق دیے۔ یہی وہ اصول تھے جنہوں نے اوائلِ اسلام میں خواتین کو معاشی طور پر فعال بننے کا موقع دیا، اور اس کے باوجود ان کا کردار عفت و حیا کے دائرے سے باہر نہیں نکلا۔

قرآن اور سنت کی تعلیم:

اسلام نے عورت اور مرد دونوں کے لیے رزقِ حلال کے دروازے کھولے اور ان کی محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا:

"وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ، لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ "[3]

ترجمہ: "تم اس چیز کی آرزو نہ کرو جس میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مردوں کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ہے، اور عورتوں کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ہے۔"

یہ آیت اس بات کی بنیاد فراہم کرتی ہے کہ عورت کی محنت اور کمائی اس کے اپنے حق میں شمار ہوتی ہے۔ اسلام نے اس کے عمل کو قابلِ قبول اور باعزت مانا۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"الساعي على الأرملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله" [4]

یعنی "جو بیوہ اور مسکین کے لیے محنت کرتا ہے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔

یہ اصول مرد اور عورت دونوں پر یکساں لاگو ہوتا ہے۔ عورت اگر اپنی ذمہ داری کے دائرے میں رہ کر معاشی جدوجہد کرے تو وہ بھی اجر و ثواب کی مستحق ہے۔ قرآنِ مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کا ذکر آتا ہے جو بکریاں چرا کر روزی کمارہی تھیں:

"وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ[5] "

"اور اس نے دیکھا کہ دو عورتیں اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ عورت اگر حیا و عفت کے ساتھ محنت کرے تو یہ عمل خلافِ شریعت نہیں۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے اس کام پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ مدد کی — جو اسلام کے متوازن نقطۂ نظر کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلامی معیشت کے نظریہ میں عدل و توازن بنیادی قدر ہے۔ اگر مرد کماتا ہے تو عورت بھی، اپنی استطاعت کے مطابق، خیر و بھلائی کے کاموں میں حصہ لے سکتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى[6]"

ترجمہ: اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔

یہ حدیث اس امر کی ترغیب دیتی ہے کہ انسان خود کمانے والا بنے، خواہ مرد ہو یا عورت، تاکہ عزتِ نفس باقی رہے۔

یوں اسلام نے عورت کو ایک فعال، باعزت، اور نفع بخش معاشی وجود کے طور پر متعارف کرایا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں عورت کی معاشی شمولیت محض انفرادی نہیں بلکہ سماجی، اخلاقی، اور معاشرتی بنیادوں پر استوار تھی۔ عورت کا کام کرنا محض ضرورت یا شوق نہیں تھا، بلکہ خدمتِ دین، تعاونِ امت، اور بقاءِ معاشرت کا ذریعہ تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے عورت کے معاشی کردار کو نہ روکا، نہ محدود کیا۔ بلکہ آپ ﷺ نے عورتوں کو ان کے محنت کے بدلے ان کا حق دیا اور ان کی عزت کو معاشی برابری سے جوڑا۔ حضرت زینبؓ، جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زوجہ تھیں، اپنے ہاتھ سے اشیاء تیار کر کے فروخت کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے رسول ﷺ سے پوچھا کہ کیا یہ کمائی میرے لیے صدقہ شمار ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"زینب! تمہارا خرچ تمہارے لیے صدقہ ہے۔[7]

یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ عورت کا محنت کرنا اور کمائی کو نیکی کے راستے میں خرچ کرنا اسلام میں باعثِ اجر ہے۔

اسلامی معاشرت کی بنیاد عدل، مساوات اور توازن پر قائم ہے۔ یہ وہ دین ہے جس نے انسانیت کو عزت و حرمت بخشی، اور مرد و عورت دونوں کو ان کی فطری صلاحیتوں کے مطابق مقام عطا کیا۔ قبل از اسلام عرب معاشرے میں عورت کی حیثیت نہایت پست تھی۔ اسے وراثت، معاش، اور سماجی وقار سے محروم رکھا جاتا تھا۔ معاشی سرگرمیوں میں اس کی شرکت تو درکنار، اسے انسان سمجھنا بھی معیوب سمجھا جاتا تھا۔ مگر جب اسلام کا نور طلوع ہوا تو رسول اکرم ﷺ نے عورت کو زندگی کے ہر شعبے میں وہ وقار بخشا جو اسے اس کی فطرت اور اہلیت کے مطابق تھا۔ قرآن نے اعلان کیا:

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ " [8]

ترجمہ: مردوں کے لیے ان کے کسب (محنت) کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کے کسب کا حصہ ہے۔

یہ آیت عورت کی معاشی خودمختاری اور محنت کی شرعی حیثیت کو واضح کرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عورت کو معاشی و سماجی طور پر بااختیار بنانے کے لیے کئی عملی اقدامات کیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ " [9]

ترجمہ: "حلال روزی کا حصول ہر فرض کے بعد ایک فریضہ ہے۔" یہ عمومی تعلیم مرد و عورت دونوں پر یکساں صادق آتی ہے۔

قبل از اسلام عورت کی معاشی حیثیت:

قبل از اسلام عرب معاشرہ میں عورت کے ساتھ معاشی ناانصافی عروج پر تھی۔ عورت وراثت سے محروم، تجارت سے خارج، اور معاشی فیصلوں میں بے اختیار تھی۔ حتیٰ کہ جاہلی دور میں بیٹیوں کو غربت کے خوف سے زندہ دفن کیا جاتا۔ قرآن نے اسی جاہلی تصور کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ[10]

"اپنے بچوں کو فقر کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم تمہیں اور انہیں رزق دیتے ہیں۔"

ابتدائی اسلامی عہد کا سماجی و معاشی تناظر:

اسلام کے ابتدائی دور میں معاشرہ زرعی، تجارتی اور دستکاری پر مبنی تھا۔ مکہ مکرمہ تجارتی مرکز تھا، اور مدینہ منورہ میں زراعت بنیادی پیشہ تھا۔ ان دونوں خطوں میں خواتین نے مختلف معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کا تجارتی مقام اس حقیقت کی روشن مثال ہے۔ وہ نہ صرف قریش کی ممتاز تاجرات میں سے تھیں بلکہ ان کا کاروبار بین الاقوامی سطح پر شام و یمن تک پھیلا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے انہی کے مال سے تجارت کی، اور خود آپ ﷺ ان کی دیانت و امانت سے متاثر ہو کر ان کے شریکِ کار بنے۔ یہ واقعہ اس امر کی دلیل ہے کہ اسلام نے عورت کی تجارت یا معاشی سرگرمی کو کبھی معیوب نہیں سمجھا بلکہ اخلاقی و شرعی حدود کے ساتھ اس کی حوصلہ افزائی کی۔[11]

فقہی و قانونی بنیادیں:

واضح رہے کہ شریعتِ مطہرہ میں عورت کو پردہ میں رہنے کی بہت تاکید کی ہوئی ہے اور اس کا اپنے گھر سے نکلنے کو ناپسند کیا گیا ہے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے معاملہ میں بھی یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں اور اسی کی ترغیب دی، چنانچہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں آپ کے پیچھے مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے معلوم ہے، لیکن تمہارا اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے، اور اُس کا نفقہ اس کے والد یا شوہر پر لازم کیا گیا؛ تاکہ گھر سے باہر نکلنے کی حاجت پیش نہ آئے، شادی سے پہلے اگر اُس کا اپنا مال نہ ہو تو اس کا نفقہ اس کے باپ پر لازم ہے اور شادی کے بعد اس کا نفقہ اس کے شوہر پر لازم کیا ہے، لہٰذا کمانے کے لیے بھی عورت کا اپنے گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے دوسروں کی نظروں میں اچھا کر کے دکھاتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان"[12]

ترجمہ: عورت پردہ کہ چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو گھورتا ہے۔

عورت کے نوکری اور کاروبار کرنے کی شرائط:

فقہائے کرام نے عورت کے کاروبار اور نوکری کرنے کی کچھ شرائط ذکر کی ہیں جس کی وضاحت شرعی تعلیمات کی روشنی میں درج ذیل ہے:

الف) شرعی پردہ پوری طرح اختیار کیا جائے۔ اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو ہاتھ پاؤں ظاہر کرنے سے بھی اجتناب کیا جائے، خصوصاً موجودہ دور میں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ حتیٰ الامکان پردہ مکمل رکھا جائے۔

ب) لباس موٹا، سادہ اور جسم کو ڈھانپنے والا ہو۔ ایسا لباس نہ ہو جو باریک، چست یا پرکشش ہو اور جس سے جسم کے خدوخال نمایاں ہوں، کیونکہ احادیث میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ آپ ﷺ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

نساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات، رءوسھن کأسنمة البخت المائلة، لا یدخلن الجنة، ولا یجدن ریحھا، وإن ریحھا لیوجد من مسیرة کذا وکذ [13]

ترجمہ: ایسی عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی، خود بھی (گناہ کی طرف) مائل ہوں گی اور دوسروں کو بھی مائل کرنے والی ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹ کے جھکے ہوئے کوہان کی طرح ہوں گے۔ وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دور سے آتی ہے۔

ج) بناؤ سنگار اور خوشبو کے ساتھ باہر نکلنے سے پرہیز کیا جائے۔ قرآن مجید نے جاہلیت کے انداز میں زینت ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے، اور احادیث میں بھی اس پر وعید آئی ہے۔ آپ ﷺ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

أیما امرأة استعطرت یوجد ریحھا، فھي بمنزلة البغي [14]

ترجمہ: جو عورت ایسی خوشبوء لگا کر ایسے گذرے کہ وہ محسوس ہو وہ بدکار عورت ہے۔

د) مردوں کے ساتھ اختلاط سے اجتناب کیا جائے۔ اگر ضرورتاً گفتگو کرنی پڑے تو نرم اور دلکش لہجہ اختیار نہ کیا جائے بلکہ سادہ اور باوقار انداز اپنایا جائے تاکہ کسی قسم کے غلط خیالات پیدا نہ ہوں۔

ھ) ایسا زیور پہن کر باہر نہ نکلے جس سے آواز پیدا ہو اور زینت ظاہر ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ [15]

ترجمہ: پاؤں کو زور سے زمین پر نہ مارو کہ ان کی مخفی زینیت معلوم ہو جائے۔

و) گھر سے باہر نکلنے کی وجہ سے گھریلو ذمہ داریوں میں غفلت نہ ہو، کیونکہ شوہر اور بچوں کے حقوق کی ادائیگی عورت کی اہم ذمہ داری ہے، جبکہ دیگر مصروفیات ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔

ز) باہر نکلنے کے لیے راستہ محفوظ ہو اور کسی قسم کے فتنے یا نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔

فقہائے اسلام نے عورت کے معاشی حق کو قرآن و سنت سے ثابت کیا ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام ابو حنیفہؒ سب کا اتفاق ہے کہ عورت اپنی محنت، تجارت، یا جائداد کی آمدنی میں مکمل تصرف کی حقدار ہے۔

اسلامی فقہ میں عورت کی تجارت، اجارہ داری، اور ملازمت کی شرعی حیثیت پر متعدد نصوص وارد ہوئی ہیں۔ فقہاء نے واضح کیا کہ عورت اپنے مال سے تجارت کر سکتی ہے، دوسرے کو سرمایہ دے سکتی ہے، یا شراکت داری میں حصہ لے سکتی ہے بشرطیکہ پردہ اور عفت کی حدود برقرار رہیں۔ اسلامی فقہ میں عورت کی ملکیت اور تصرف کو تسلیم کیا گیا ہے۔ امام سرخسی لکھتے ہیں:

"المرأة تملك مالها وتتصرف فيه بما شاءت إذا كانت رشيدة" [16]

ترجمہ: "بالغ اور سمجھ دار عورت اپنے مال کی مالک ہے اور اس میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتی ہے۔" یہ فقہی اصول اسلام کے اس معاشی تصور کو مضبوط بناتا ہے کہ عورت کا کردار محض تابع نہیں بلکہ شراکت دارانہ ہے۔

تاریخی وتمدنی اثرات:

اسلام کے ابتدائی دور میں خواتین کی معاشی شرکت کا اثر صرف انفرادی نہیں بلکہ تمدنی سطح پر تھا۔ خواتین نے بیت المال کے نظام میں بھی حصہ لیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے دور میں بعض خواتین کو مالیاتی نظم و نسق میں مشورہ دینے کے لیے شامل کیا گیا۔ اس سے اسلامی تہذیب میں عورت کی دانش و بصیرت کا اعتراف ہوتا ہے۔ اسلامی تاریخ کے بعد کے ادوار میں اگرچہ عورت کی معاشی شرکت میں کمی آئی، لیکن اس کی وجہ فقہی یا شرعی نہیں بلکہ معاشرتی جمود اور سیاسی تغیرات تھے۔

جدید محققین جیسے لیلیٰ احمد، فاطمہ مرنسی، اکرم ندوی، اور ڈاکٹر حمید اللہ نے اس پہلو پر زور دیا ہے کہ ابتدائی اسلام میں عورت کا کردار فعال اور سماجی طور پر تسلیم شدہ تھا۔ ان کے مطابق اسلام نے عورت کو نہ صرف مذہبی بلکہ معاشی و سیاسی حقوق بھی دیے، البتہ بعد کے ادوار میں معاشرتی روایات نے ان کی راہ محدود کی۔

صحابہ کرامؓ کا معاون کردار:

نبی ﷺ کے اصحاب نے بھی خواتین کے معاشی کردار کی حوصلہ افزائی کی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کو اسلامی ریاست میں بااعتماد معاشی ذمہ داریاں سونپی جا سکتی ہیں۔[17] اسلامی تاریخ میں مردوں نے خواتین کے معاشی کردار کو دبانے کے بجائے ان کا ساتھ دیا۔ حضرت زبیرؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت عمرؓ، اور دیگر صحابہ کرامؓ نے خواتین کے کام کرنے کو برا نہیں سمجھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی اہلیہ زینبؓ نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ کیا اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ شمار ہو گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ہاں، اور تمہیں اس کا اجر بھی ملے گا۔[18]" یہ حدیث بتاتی ہے کہ عورت کی محنت سے حاصل شدہ آمدنی اگر نیکی کے لیے استعمال ہو تو وہ عبادت کے درجے میں آ سکتی ہے۔

صحابیات کا معاشی کردار اور سماجی شرکت:

حضرت عمرؓ کے دور میں بازار مدینہ میں خواتین تاجر موجود تھیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک خاتون "سمیرہ بنت نہیک الاسدیہ" کو بازار کی محتسبہ (انسپکٹر) مقرر کیا، جو انصاف کے ساتھ منڈی کے معاملات دیکھتی تھیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست میں عورتوں کی معاشی شمولیت نہ صرف جائز بلکہ قابلِ اعتماد ذمہ داری سمجھی جاتی تھی۔ رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں متعدد خواتین مختلف پیشوں میں مصروف تھیں۔ حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ تجارت اور تعلیم کے شعبے میں معروف تھیں۔ حضرت ام سلیمؓ کا تعلق زرعی سرگرمیوں سے تھا، جبکہ بعض خواتین دواسازی، عطّاری، اور نرسنگ کے پیشے سے وابستہ تھیں۔ غزوہ احد، خندق اور خیبر کے موقع پر خواتین نہ صرف زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں بلکہ بعض اوقات پانی و خوراک کی ترسیل، اور جنگی انتظام میں بھی شریک رہتی تھیں۔ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ اپنے ہاتھوں سے اشیاء تیار کرتیں اور ان کی آمدنی صدقہ کر دیتیں۔ حضرت ام عطیہؓ نائی کا کام کرتی تھیں، اور حضرت رُبیّع بنت معوذؓ عطر سازی اور دواؤں کے کام سے منسلک تھیں۔ یہ تمام مثالیں بتاتی ہیں کہ عورتیں اسلام کے ابتدائی دور میں محنت کش طبقے کا حصہ تھیں اور ان کے کام کو شرعی

اور معاشرتی احترام حاصل تھا۔[19] اسی طرح حضرت عمرؓ نے شفاء بنت عبد اللہ ؓ کو بازار کا نگران بنایا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کو ریاستی ذمہ داری دی جاسکتی ہے اگر وہ علم و دیانت میں قابل ہو۔

ازواجِ مطہرات کی معاشی خدمات:

اسلام کے آغاز میں سب سے نمایاں مثال حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کی ہے۔ وہ نہ صرف ایک کامیاب تاجرہ تھیں بلکہ ان کا کاروبار مکہ سے شام تک پھیلا ہوا تھا۔ وہ اپنی تجارت میں امانت و دیانت کے لیے مشہور تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی ایمانداری سے متاثر ہو کر خود ان کے سامانِ تجارت کو بطور شریکِ کار لے کر سفر کیا۔ یہ واقعہ اس بات کا مظہر ہے کہ اسلام نے خواتین کے کاروبار یا تجارت کو ناپسندیدہ نہیں کہا، بلکہ امانت اور شرافت کے ساتھ کرنے کی اجازت دی۔ حضرت خدیجہؓ کی دولت اور تجارت نے اسلام کی ابتدائی دعوت میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اپنی کمائی اللہ کی راہ میں خرچ کی، نبی ﷺ کا ساتھ دیا، اور اپنی معاشی حیثیت کو دین کی خدمت کے لیے استعمال کیا۔ اسی طرح حضرت زینبؓ بنت جحش بھی اپنے ہاتھ سے اشیاء تیار کر کے فروخت کرتی تھیں، اور حاصل شدہ آمدنی کو غرباء میں تقسیم کرتیں۔ نبی ﷺ نے ان کے اس عمل کو پسند فرمایا اور فرمایا: زینب سب سے پہلے مجھ سے آملنے والی ہوں گی، کیونکہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی اللہ کی راہ میں خرچ کرتی ہیں۔[20]" یہ روایت بتاتی ہے کہ عورت کی کمائی ناپسندیدہ نہیں بلکہ باعثِ اجر ہے۔ اسی طرح حضرت سودہؓ بنت زمعہ، حضرت میمونہؓ اور حضرت حفصہؓ نے اپنے گھریلو دستکاری کے کاموں سے حصہ لیا۔ یہ ازواجِ مطہرات اپنے ہاتھوں سے کپڑے بناتی، کھانے تیار کرتیں اور غرباء کی خدمت کے لیے وقف رہتیں۔

صحابیات رضی اللہ عنہم کے عملی نمونے:

.1 **حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ:** حضرت اسماءؓ کا کردار معاشی خود کفالت کی روشن مثال ہے۔ وہ خود فرماتی ہیں: زبیر کے پاس زمین میں نہ کوئی مال تھا، نہ غلام، نہ کوئی اور چیز، سوائے ایک اونٹ (ناضح) اور اپنے گھوڑے کے۔ میں ان کے گھوڑے کو چارہ ڈالتی، پانی بھرتی، ان کے مشکیزے سی لیتی، اور آٹا گوندھتی، لیکن مجھے روٹی پکانا نہیں آتا تھا، اس لیے میرے لیے انصار کی کچھ پڑوسنیں روٹیاں پکایا کرتی تھیں۔"[21] یہ مثال بتاتی ہے کہ عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ تعاون، محنت اور سادگی نہ صرف جائز بلکہ باعثِ برکت ہے۔

.2 **حضرت رفیدہؓ الاسلمیہ:** رفیدہؓ کو اسلام کی پہلی "نرس" کہا جاتا ہے۔ انہوں نے غزوات میں زخمیوں کی مرہم پٹی، دواؤں کی تیاری اور علاج معالجہ میں خدمت انجام دی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے خیمے کو میدانِ جنگ میں قائم کرنے کی اجازت دی۔ رفیدہ الاسلمیہؓ اس کی نمایاں مثال ہیں، جنہیں اسلام کی پہلی نرس کہا جاتا ہے۔

لما أصيب أكحل سعد رضي الله عنه يوم الخندق فثقل, حولوه عند امرأة يقال لها: رفيدة, وكانت تداوي الجرحى[22]

ترجمہ: جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی رگِ اکحل غزوۂ خندق کے دن زخمی ہوئی اور ان کی حالت بگڑ گئی تو انہیں ایک خاتون کے پاس منتقل کیا گیا جن کا نام رفیدہ تھا، اور وہ زخمیوں کا علاج کیا کرتی تھیں۔

یہ مثال ظاہر کرتی ہے کہ عورت اپنی صلاحیت کے مطابق معاشرتی خدمات انجام دے سکتی ہے، بشرطِ یہ کہ وہ شرعی حدود کی پاسداری کرے۔

.3 حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ: یہ خاتون علم و تجارت دونوں میں ممتاز تھیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں مدینہ کے بازار کی نگرانی پر مقرر کیا—جو اسلامی تاریخ میں پہلی خاتون مارکیٹ انسپکٹر بنیں۔ ان کا نام لیلیٰ تھا، وہ جڑی بوٹیوں سے علاج کرتی تھیں، کامیاب ایسی طبیبہ بن گئیں جو ان پر شفاء کا لقب پڑ گیا۔[23] یہ اقدام اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین انتظامی اور اقتصادی عہدوں پر فائز ہو سکتی ہیں۔

.4 حضرت امّ سلیمؓ بنت ملحان: یہ خاتون انصار یہ نہایت سمجھدار، غیور اور با عمل تھیں۔ وہ رسول ﷺ کے ساتھ غزوات میں جاتی تھیں اور زخمیوں کی دیکھ بھال کرتیں۔ ان کی مالی قربانی بھی مشہور ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے انسؓ کو اسلام کے لیے وقف کیا اور اپنی جمع پونجی نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔

فقہی و شرعی اصول:

فقہی کتب میں عورت کی ملکیت اور تجارت کے متعلق واضح احکامات موجود ہیں۔امام سرخسی فرماتے ہیں جب عورت عاقلہ، بالغۃ اور رشیدہ ہو تو وہ اپنے مال میں تصرف کر سکتی ہے [24] امام مالکؒ کے نزدیک بھی عورت کی کمائی اس کی ذاتی ملکیت ہے اور شوہر اس میں دخل نہیں دے سکتا۔ یہ اصول قرآن کے اس تصور سے مطابقت رکھتا ہے کہ "لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ "—یعنی عورت کی کمائی اس کا اپنا حق ہے۔ فقہاء نے عورت کی معاشی سرگرمی کے لیے چار بنیادی شرائط بیان کی ہیں:

1. شرعی پردہ اور عفت کی پاسداری
2. غیر محرم سے غیر ضروری اختلاط سے اجتناب
3. دیانت، صداقت، اور شفاف تجارت
4. گھریلو ذمہ داریوں کے توازن کو قائم رکھنا

ان اصولوں کی روشنی میں عورت کے لیے تجارت، تعلیم، طب، دستکاری، اور دیگر جائز پیشوں میں شمولیت مباح اور بعض حالات میں مستحب قرار پاتی ہے۔

معاشی توازن اور اخلاقی اقدار:

اسلامی معیشت کا تصور صرف منافع یا دولت تک محدود نہیں بلکہ اخلاق، نیت، اور عدل پر مبنی ہے۔ خواتین کی معاشی شمولیت اسی وقت برکت کا باعث بنتی ہے جب وہ اسلامی اخلاقیات کے تابع ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء[25] "

" سچا اور امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔"

یہ حدیث خواتین تاجرات پر بھی لاگو ہوتی ہے، کیونکہ اسلام میں فضیلت کردار پر مبنی ہے نہ کہ جنس پر۔

اوائلِ اسلام کا مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ عورت نے اسلامی تہذیب میں ایک فعال اور باوقار معاشی کردار ادا کیا۔ اس کردار کی بنیاد تقویٰ، حیا، دیانت، اور خدمت پر تھی، نہ کہ محض مالی مفاد پر۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے خواتین کی محنت کو سراہا، ان کے لیے آسانی پیدا کی، اور انہیں باوقار مواقع دیے۔ اسلام کا اصول یہ نہیں کہ عورت گھر سے باہر نہ نکلے، بلکہ یہ ہے کہ وہ شریعت کے ضابطے میں رہ کر اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔ آج کی مسلم معاشرت میں بھی اگر عورتیں اسی توازن کو اپنائیں تو وہ امت کی معیشت، تعلیم، اور اخلاقی تربیت میں بہترین کردار ادا کر سکتی ہیں۔

آج کے دور میں جب عورت مختلف شعبوں میں ملازمت کرتی ہے — جیسے تدریس، طب، بینکنگ، سرکاری و نجی دفاتر — تو اس کا دینی و اخلاقی پہلو اسی وقت درست تصور ہوگا جب وہ اسلامی پردے، اخلاق اور حدودِ شرع کی پابندی کرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"المرأة راعية في بيت زوجها ومسؤولة عن رعيتها[26] "

یعنی "عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔

یہ اصول واضح کرتا ہے کہ عورت کی بنیادی ذمہ داری گھر کی کفالت، تربیتِ اولاد، اور خاندانی استحکام ہے، لیکن اگر وہ ان ذمہ داریوں کے ساتھ کوئی حلال ذریعہ معاش اختیار کرتی ہے، تو یہ نہ صرف جائز بلکہ معاشرے کے لیے نفع بخش عمل ہے۔ پاکستانی معاشرہ اگرچہ ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہے، مگر عملی سطح پر خواتین کی معاشی شرکت ابھی بھی توازن کی تلاش میں ہے۔ ایک طرف شہری طبقے میں خواتین کی ملازمت میں اضافہ ہو رہا ہے، خصوصاً تعلیم، طب اور تدریس کے شعبوں میں؛ دوسری طرف دیہی معاشرے میں خواتین کھیتوں، دستکاری اور گھریلو صنعتوں میں حصہ لے رہی ہیں۔ یہ کردار اگر شریعت کی روشنی میں منظم کیا جائے تو معاشی ترقی اور سماجی استحکام کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

اگر ہم اوائلِ اسلام اور عصرِ حاضر کا تقابلی مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ فرق طرزِ عمل کا ہے، اصول کا نہیں۔ اوائلِ اسلام میں عورت کی شرکت عبادت اور خدمت کے جذبے سے مشروط تھی؛ آج کل اکثر اوقات یہ شرکت مادی ضرورت یا سماجی دباؤ کے تحت ہوتی ہے۔ اسلام اس فرق کو واضح طور پر محسوس کرتا ہے۔ عورت جب نیتِ صالح کے ساتھ کام کرتی ہے تو وہ ایک عبادت میں مصروف ہوتی ہے، جبکہ اگر وہ حیا اور حدودِ شرع سے غفلت برتتے تو اس کی معاشی سرگرمی فتنہ کا باعث بن سکتی ہے۔ پاکستانی معاشرہ، جس کی بنیاد نظریۂ اسلام پر رکھی گئی تھی، آج پھر اسی توازن کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ عورتوں کی تعلیم و تربیت میں اگر "سیرتِ نبویؐ" اور "صحابیاتؓ" کے عملی نمونے شامل کر دیے جائیں، تو نہ صرف اخلاقی بگاڑ کم ہوگا بلکہ خواتین اپنی معاشی ذمہ داریوں کو دینی جذبے کے ساتھ نبھائیں گی۔

معاصر دور کی ضرورت:

موجودہ زمانے میں خواتین کی معاشی شمولیت ایک عالمی موضوع بن چکا ہے۔ مغربی معاشیات عورت کو محض مزدور قوت کے طور پر دیکھتی ہے، جبکہ اسلام اسے اخلاق، عفت، اور انسانی خدمت کے ساتھ معاشی نظام کا باعزت جزو بناتا ہے۔ اسی لیے اسلامی اقتصادی نظام میں عورت کی شمولیت صرف روزگار یا آمدنی کا مسئلہ نہیں بلکہ ایک مقصدی (purposeful) اور اخلاقی (moral) سرگرمی ہے۔

تحقیقی لحاظ سے اس موضوع پر از سرِ نو مطالعہ ضروری ہے تاکہ امت مسلمہ کے سامنے وہ تاریخی و فقہی تناظر آئے جو حقیقی اسلامی تصورِ معیشت میں عورت کے مقام کو واضح کرتا ہے۔ خاص طور پر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دور کی عملی مثالیں آج کے مسلم معاشروں کے لیے رہنما اصول فراہم کر سکتی ہیں۔

اسلامی تاریخ کا یہ باب واضح کرتا ہے کہ عورت نے اسلام کے ابتدائی عہد میں نہ صرف عبادت، تعلیم، اور خدمت کے میدان میں بلکہ معاشی سرگرمیوں میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی شمولیت نہ تو سماجی توازن کے خلاف تھی، نہ شرعی اصولوں سے متصادم۔ بلکہ یہ وہی کردار تھا جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور صحابہ کرامؓ کی سرپرستی میں عزت و وقار کے

ساتھ تشکیل پایا۔ طبقات ابن سعد اور سیرت ابن ہشام میں متعدد واقعات درج ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین نے اپنے گھروں میں کپڑا بننا، اشیاءِ خورونوش تیار کرنا، اور تجارت میں سرمایہ لگانا جاری رکھا۔ [27]

نتیجہ:

اسلام نے عورت کو جو عزت، وقار اور معاشی تحفظ عطا کیا، وہ کسی اور تہذیب یا مذہب کے نظام میں میسر نہیں۔ اوائلِ اسلام کا دور اس حقیقت کا عملی نمونہ ہے کہ عورت محض گھریلو زندگی تک محدود نہیں تھی بلکہ حسبِ موقع وضرورت، معاشی وسماجی سرگرمیوں میں مؤثر کردار ادا کرتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہمیں واضح شواہد ملتے ہیں کہ خواتین نے تجارت، طب، دستکاری، تعلیم، زراعت، اور سماجی خدمت کے میدانوں میں حصہ لیا۔ یہ سب کردار اس بنیاد پر استوار تھے کہ عورت کی شرکت شریعت کی حدود، حیا اور عفت کے دائرے میں رہتے ہوئے ہو۔

اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اوائلِ اسلام میں خواتین نے دین، معاش، اور سماج کے تمام میدانوں میں اپنا مثبت کردار ادا کیا۔ ان کی معاشی سرگرمیاں محض ذاتی فائدے کے لیے نہیں تھیں بلکہ خدمتِ خلق، تقویٰ، اور اجتماعی استحکام کے لیے تھیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے ان کے کردار کو سراہا اور سہولت فراہم کی۔ اسلام کا یہ متوازن تصور آج کے دور میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ عورت کو معاشی میدان میں عزت و وقار کے ساتھ شمولیت کا موقع دیا جائے، بشرطِ یہ کہ وہ اسلامی اصولوں کی پاسداری کرے۔ اوائلِ اسلام کی خواتین نے جو کردار ادا کیا، وہ ایک جامع اسلامی ماڈل ہے جس میں عبادت، خدمت، حیا اور محنت یکجا ہیں۔ عورت کا کام محض روزی کمانا نہیں بلکہ انسانی فلاح میں حصہ ڈالنا ہے۔ اسلام عورت کو اس وقت تک معاشی آزادی دیتا ہے جب وہ اس آزادی کو اللہ کی اطاعت اور عفت و حیا کے ساتھ جوڑ دے ,لہٰذا موجودہ مسلم معاشرے کو چاہیے کہ وہ عورت کے کردار کو قرآنی اصولوں اور نبوی سنت کے مطابق منظم کرے۔ خواتین کی معاشی شمولیت کو اگر تعلیمِ شرعی، پردے، اور نیتِ صالح کے ساتھ مربوط کر دیا جائے تو وہ نہ صرف اپنے خاندان بلکہ پوری امت کے لیے خیر و برکت کا سبب بن سکتی ہیں۔

حوالاجات

[1] النساء:32

[2] صحیح مسلم، کتاب الرضاع، حدیث1467

[3] النساء:32

[4] ابن ماجة أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی (المتوفی: 273ه-): سنن ابن ماجه، دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى، 1430ه- ،ج3، ص 273

[5] القصص:23

[6] أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275ه-): سنن أبي داود، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 ه- ، ج3، ص 86

[7] صحیح بخاری، حدیث1462

[8] النساء:32

[9] مشکوٰۃ المصابیح 1343

[10] الانعام:151

[11] العصامي عبد الملک بن حسین: سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي، ج1، ص428

[12] ابن خزيمة أبو بكر محمد بن إسحاق السلمي النيسابوري (المتوفى: 311هـ): صحيح ابن خزيمة، د. محمد مصطفى الأعظمي، بيروت المكتب الإسلامي، ج3، ص 93

[13] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ): المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، بيروت دار إحياء التراث العربي، ج3، ص بيروت

[14] البزار أبو بكر أحمد بن عمرو: مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، المحقق: محفوظ الرحمن زين الله، المدينة المنورة مكتبة العلوم والحكم، ج8، ص47

[15] سوره النور: آیت 31

[16] السرخسي: المبسوط، الرياض المملكة العربية السعودية، ج12، ص133

[17] ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب

[18] الشيباني أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد (المتوفى: 241هـ): مسند الإمام أحمد بن حنبل، القاهرة دار الحديث، ج3، ص233

[19]: الجوزي جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد (المتوفى: 597هـ): المنتظم في تاريخ الأمم والملوك، بيروت دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى، 1412هـ، ج5، ص 138

[20] الهيثمي أبو الحسن نور الدين علي (المتوفى: 807هـ): المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي، سيد كسروي حسن، بيروت دار الكتب العلمية لبنان، ج1، ص207

[21] الألباني أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، (المتوفى: 1420هـ): مُخْتَصَر صَحِيحُ الإِمَامِ البُخَارِي، الرياض مكتَبة المَعارف للنَّشْر والتوزيع، الطبعة الأولى، 1422هـ، ج3، ص 387

[22] صهيب عبد الجبار: الجامع الصحيح للسنن والمسانيد، ج13، ص77

[23] ابن عبد البر، الاستيعاب، ص256

[24] السرخسي: المبسوط، بيروت دار الكتب العلميه، ج12، ص232

[25] الدارمي أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد، التميمي السمرقندي (المتوفى: 255هـ): سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، المملكة العربية السعودية دار المغني للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى، 1412هـ، ج3، ص1653

[26] الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري: البخاري محمد بن إسماعيل أبو عبد الله الجعفي، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى 1422هـ، ج7، ص 31

[27] طبقات ابن سعد، بيروت دار الكتب العلمية، ج8، ص265